

حسب کتابیں اس کتاب کے مناسب بیان کی گئی ہیں فی ہر سرت بکلمت بحسب طلب علمین

<p>عربی ادب کی تاریخ و بیان اردو جہانی ایسی تاریخ اپنی علمی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی اور کسی نے اس طرف توجہ کی حالاںکہ ایسی تاریخ کی سخت ضرورت تھی چونکہ عربی ایک ایسی فاتح قوم کی زبان ہے جسے اپنی فتوحات کے نشان دنیا کے ہر طبقہ میں کم و بیش چھوٹے بڑے اور بعض حصے دنیا کے تو ایسے ہیں جہاں اس عمارت مند قوم کے آثار و آثار کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا اس</p>	<p>حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہیں۔ انہما میں اولیاء اللہ کے حالات میں دوران مکاتیب میں جو حاشیہ پر درج ہیں ۱۸ رسالے ہیں جو ہر ایک کتاب مادی مسائل شریعت و جامع فوائد طریقیت پر غرضک یہ دونوں کتابیں نایاب ہو چکی تھیں اس لیے لے دونوں کو یکجا ہی چھاپا ہے کہ انکے فوائد و برکات سے ناظرین مستفیع ہوں۔</p>	<p>بہان اردو باخاوردہ مذہب میں ہر کہہ دل سے لکھی ہوئی بات لکھی میں جا کر ٹھہرتی ہے اس لیے بعد لاحظہ لفظیات ہذا کی باطنی کشش اور حقیقی جذب دل کے متعلق آپ اول ٹھیکہ گدال سے لے کر انہما و انہما مختصر حالات و نقشہ مزارات حضرت خواجگان یہ مجموعہ جدید قابل یہ ہے حصہ دوم حسین لفظیات حضرت بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ سنی بہ اسرار الاولیاء و ترجمہ لفظیات</p>	<p>لفظیات اور ان کے حالات میں جہانی۔ اس سے فہم حضرت مصنف سلسلہ کے بہت کچھ اضافہ کیا ہے جو دیکھنے کے قابل ہے اور آفرین ایک ضمیمہ بھی لکھا ہے۔ کاغذ لاتی عمدہ جہانی تصفیۃ القلوب و ترجمہ اردو فیما القلوب از عجمی امداد ایک کالم میں جہاں القلوب بہان فارسی اور دوسرے میں اس کا باخاوردہ ترجمہ اردو میں ہو جہانی</p>
<p>مصر میں نائز قدیم سے لیکر زوال خانہ ان امیر تک کی تاریخ ہے نہاد جاہلیت کے دستور قدیم عربی سلطنتوں کا مہل حال اور اسلامی غفار کے زمانہ کی تاریخ بھی نہایت واضح طور پر دی گئی ہے شعراء اور علماء کے بیان جاہان کے کلام کے واسطے اور ثبوت بھی عربی اشعار میں بیٹے گئے ہیں۔</p>	<p>تج گنج لفظیات خواجگان چشت اہل بہشت۔ جہانی جس میں لفظیات حضرت خواجہ عثمان بارونی علیہ الرحمۃ سنی بہان اللوح حضرت خواجہ حسین الدین چشتی علیہ الرحمۃ سنی بہان آثار میں حضرت خواجہ قطب الدین غنی کاکلی علیہ الرحمۃ سنی بہان انسا لکین و حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ سنی بہان راحت القلوب</p>	<p>سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ سنی بہان انفراد مندرج ہو سکی خوبیان شائقین مطالعہ سے معلوم کریں گے قیمت کمال ہر دو حصہ کاغذ سفید و سنائی۔</p>	<p>ور المعارف از مولانا زون برادر حضرت شاہ ابوسعید اسمین لفظیات حضرت شاہ غلام علی کے بقید تاریخ و ماہ و سنہ پر تفصیل کیفیت مقامات درج ہیں۔</p>
<p>انبار الاخیار و برعاشیہ کتاب المکاتیب و الرسائل الی ارباب کمال و فضائل و ہون فارسی جہانی یہ دونوں کتابیں</p>	<p>حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ سنی بہان راحت القلوب کے نام طبرہ معروف ہے اس میں حضرت لوط علی شاہ غفرلہ قدس سرہ کے</p>	<p>تذکرۃ الاولیاء فارسی۔ از شیخ فرید الدین عطار۔ اسمین اولیاء کرام کے حالات اور ان کے لفظیات میں مصوفیوں اور واکفوں کے واسطے بھی سفید ہے۔ جہانی۔</p>	<p>صراط مستقیم تالیف مولوی محمد سعید صاحب ٹکبہ اس میں اوکار و اشغال ہر ایک خاندان کے پچھلے ہیں اور بہت سے مسائل اور حقائق جو اہل سلام کے لیے ضروری ہیں خوب واضح طور سے بیان کیے ہیں اور امور پر حمت سے مختص تہنہ کیا ہے فارسی جہانی</p>

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الحافظ الحق المبين - الرحمن الرحيم الموفق المعين - والصلوة على أشرف المرسلين

محمد النبي الأمين - وعلى آله وصحبه بدور الدين ونجوم اليقين

أما بعد - سيكوي بنده احقر محمد عبد الاحد رضوي دهلوي كه

يشتر احمد پسران چيز كه خاطر بخورم اما آخر زرين بسوه تقدير پديد

از مدت دراز میخواستم كه ديوان حافظ شيرازي عليه الرحمه را شرح بدست آيد كه مضامين دقيقه واصطلاحات شاكله
حاوي وكافل باشد تا درويشان خوش مذاق را بكار آيد وكيفه افزايد و صوفي نشانرا از خود بر بايد -

بالآخر من جد وجد - بر مقصود خود نظر يافتم و نسخه قلميه بدر الشرح مصنفه مولانا حافظ بدر الدين بن

مولانا حافظ بهاؤالدين نور احمد قبر بها كه ميان محمد مصلح الدين بن شيخ علاؤالدين بن شيخ غلام محمد

بن حافظ شهاب الدين بن حافظ قاضي علاؤالدين برادر بزرگ حضرت شلح در ۱۲۵۲ هجری نبوي قلمی

نموده بودند از كتبخانه محبى مخلصى هولوى ظفر الدين صاحب ابن مولانا مصلح الدين اكبر آبادى كه بيكه از اولاد

حضرت شارح مرعوم هستند بدست آوردم و نعمت غير مترقبه پنداشتم زيرا كه شارح عليه السلام

پايه تحقيق از دست نگذاشته و رموزات صوفيه و كنايات مخفيه با حسن موجه بصراحت تمام بيان

كرده و در تحرير ابجاث بفضيه مسجع دقيقه فرونگذاشته - اما چون حامل المتن نبود و تصحيح ناقلان

و لغزش مصححان در وسه اثره تمام داشت حتى كه بسيار جا الفاظ مهله و عبارات مخدوش موجود

بودند و اگر شعر بود شرح نبود و اگر شرح بود شعر نبود و چون نسخ متعدد اصل ديوان جمع نمودم و هر هر

و هر شعر را مقابله كردم و پدم كه نسخه شارح از هم نسخ جداست چند غزل درين نسخه بود كه در ديگر نسخه ها

غزلهاست كه در ديگر نسخه ها درين نسخه است اكثر غزليات را مقطع و مطلع هم نبود - افسوس خوردم كه چنين

بیش بها شرح را چه حال كردند و پي در پي تهذيبش نبردند آخر بمصححان مطلع پيستم و بصرف زركت شرح

و درست كنانيده در مطلع خود طبع نمودم الحال سواي چند مواقع كه اصلا بفهم نيامده مسجع عبارات

مخدوش و بي معنی نيست هر مقطع كه شرحش در كتاب نبود بر حاشيه موجود است پس اين شرح است بحسب

و حليت غريب حامل المتن مشتمله فوائد جميله و منافع جليله و ابجاث رائقه و مضامين شائقه فبارك

اليه يا اولى الالباب - و ايد الموفق واليسه المآب

احوال حضرت شارح رحمۃ اللہ علیہ

نام نامیش مولانا حافظ بدرالدین ابن مولانا حافظ بہاؤ الدین از اولاد حضرت عبدالمدین سلام صحابی
 است کہ در حق سہ نازل شد و شہید شاہد من بنی اسرائیل و سلسلہ نسبش از انبیاء بنی اسرائیل
 تا حضرت یوسف علیہ السلام میرسد و از طرف جد فاسد تا شیخ الشیوخ مولانا شیخ محمد صالح قادری عظمی
 اکبر آبادی ابن حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالمنہاظ صاحب مخدوم بھکاری قدس المدارس خلیفہ اول حضرت
 شیخ سلیم شہتی قدس سرہ و خزانہ الاصفیاء و محبزو الصلین و غیرہ از محاد و معلو است۔ اجداد ایشان از نجد کہ از مضا قاصدا
 و وطن بلوف ایشان است براس اولیٰ مناسک احرام حج بستہ در حرمین شریفین رسیدند و زیارت شریف
 بعد از ان وقتیکہ سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دکن و گجرات فتح کردہ مراجعت نمود و بر کوہ فتح پور سیکری
 شہ ۹ نورالدین بہانگیر پیدا شد سلطان ابن مقام رامبارک دانستہ شہر آباد کرد و اورا فتح پور نام نہاد و دارالخلافہ
 خود ساخت عمدہ قضا با ایشان داد چنانچہ تا ایندم آن خدمت نسلاً بعد نسل در خاندان ایشان قسبت
 در صدی دوازدهم مولانا حافظ بدرالدین برادر مولانا حافظ علاؤ الدین مرحوم قاضی فتح پور ابن لانا حافظ
 بہاؤ الدین مرجع اقاصی ادانی شدند و از فیوض ظاہری باطنی خلق السداد نفع رسانیدند باز در شہادہ فتح پور
 بحید آباد تشریف بردند و ساکنان آن یار را بدولت فیض خود مالامال کردند صاحب تصانیف بودند
 علاوہ شرح دیوان حافظ کہ اکنون بشاہد طبع پیوست۔ صفات الایمان و شرح المدعدۃ الاسلام
 و خلاصہ الحکم و عین المعانی و مبداء و معاد و شرح گلستان و دیگر کتب از تصانیف ایشان اند۔ اما بجز شرح
 دیوان حافظ دیگر شائع شدہ اکنون از خاندان ایشان مولانا ظفر الدین صاحب دیگر اعزہ موجود اند خلاق
 حمیدہ و صفات پاکیزہ دارند خدا سے تعالیٰ زیادت عمر و علم و عمل نصیب ایشان کثاوت

اعلان

اس کتاب بدر الشرح کا کاپی رائٹ مولوی محمد ظفر الدین صاحب صوف سے معقول بدل سے دوام
 کے لئے حاصل کر لیا ہے کوئی شخص مجاز سے اس مطبع کے اس شرح یا اسکے جزیے کے چھاپنے کا نہیں
 العبد محمد عبدالاحد عینی عنہ پر و پراٹھ مطبع مجتہبائی دہلی۔ ماہ جنوری سنہ ۱۳۹۰ھ

Checked 1969.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سپاس بیرون از اندازه تفہیم افنام مرقدیے را رسد کہ با در حدوث و امکان بذات تقدس
 نمیتواند وزید و نیایش افزون از احاطہ ترقیم اقلام مرقدیے را سزود کہ عبارت شبہ تعطیل بوجود تقدس
 تواند رسید و عبارات جاہ و بلاش از شعر شاعران منزہ و اشارات لطف و کمالش از شرح
 شارحان مستغنی و در ولایتناہی از بارگاہ الہی نثار آن تقدیر و عالم سرناہی ایجاد آدم صاحب الفضل
 و الکریم فصیح العرب و العجم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد سگوییہ
 بندہ کترین بدرالدین ولد حافظ بہار الدین ابن شیخ غلام محمد غفر اللہ لہ و لو اللہ یہ در عنفوان جوانی
 کہ ایام نشاط و شادمانی است دل طالب اشعار عشق انگیز بود و طبیعت راغب کلمات جنون
 ریز روزها در مطالعہ اشعار منتخبہ سفینہا اشتغال مینمودم و وقتها بخواندن دوادین سلف خلف
 میبودم آخر الامر از زبان خلف و بیان سلف چنان مرکوز خاطر گردید کہ در بارہ عشق و باب محبت
 سخن مسیح یکے از شعرای تقدیم و متاخرین بسختان حضرت قدوة العاشقین شمس الدین
 محمد الجا قفط شیرازی نمیرسد چنانچہ حکیم آذری در جواهر الاسرار آورده ازان وزے کہ سخنوران درین عالم فانی
 نزول نموده اند اینچنین سخن بچکس را اتفاق نیفتاده است و نخواہد افتاد و درین طور چنانچہ حافظ را و اللہ
 علی کل شیء قدیر، شیخ نورالدین عبدالرحمن جامی در نجات غشہ وی لسان الغیب ترجمان الاسرار است
 بسا اسرار غیبیہ و معانی معنویہ کہ در کسوت مجازوس را اتفاق افتاده بچکس انفتاده و مسیح دیوان
 بہ از دیوان حافظ نیست اگر مصوفی باشد، لاجرم مدام دیوان حافظ بدست میداشتم و دے از دست
 نیکذاشتم و از مطالعہ غزلیات شوق انگیز از خواندن رباعیات ذوق آمیز فرحت حاصل مینمودم و خورشیدی
 بهم میرسانیدم رفتہ رفتہ طبیعت تقضی آن گردید کہ اگر بر مصطلحات ایشان اطلاعات حاصل شو و بر معانی

کلمات اینان تحصیل گردد و بے بہتر و خوشتر باشد بعد از تکاپوے بسیار و سچوے بیشتر بعضی از کتب مشتمل بر
مصطلحات صوفیہ چون مرآة المعانی کہ مصنفش قطب الدین جمال ہانسوی ست و گلشن راز کہ تصنیف
شیخ محمود صبیری و شرح گلشن راز و بسیارے از سالہا متضمن مقامات سلوک و تصوف و چند و شرح
دیوان حافظ چون شرح میر ختمی مرید محمد غوث گویاری و شرح شیخ محمد دہلوی و شرح شیخ یوسف لہاوری و شرح
شیخ محمد افضل الہ آبادی کہ متضمن تجلیل ابیات مغلطہ انداز مطالعہ اینہا بتوجہ حضرت شمس الدین و آثار کلمات
بزرگان باندازہ عقل یک و مقدار حوصلہ ضعیف بر مصطلحات ایشان اطلاع یافتہ و یاد دہاک معانی اینان
بشتاقتم روزے مرکوز خاطر فاتر گردید کہ آنچه ازین بشر و ہما بہرہ ہمیشہ تمام و آنچه کہ بتوجہ حضرت لسان
بر دلم وارد وقت گردید از ہجر آرد تا بعضے از اشنایان و برداران و طالبان رانیز ازین بہرہ رسد کہ
حلوانہ ہما نشایست خود۔ بنا بر ان شرح بزنگاشتم تا بس ملنگان بر ایا و کاری باشد و بر صفحہ روزگار انشا
ماند و اندلسین و بہ نستعین

نزل | الایا ایہا الساقی اور کاسا و ناولہا | کہ عشق آسان نمود اولے افتاد کلمات

الای یعنی دانا و آگاہ باش یا حرف ندا یعنی اے ایہا حرف زائد کما قال اللہ۔ ایہا العزیز مستنک
واھلکنا الضر نیز لفظ اولیٰ است کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا النبی انا امرسناک سناھدا و مبشرا
ساقی در اصل لغت بمعنی نوشانندہ آب است اما بیشتر مستعمل بر نوشانندہ شراب است و در اصل صوفیہ
مراد ازین چہار کس اول حضرت حق بموجب و سقوہم ربہم شرابا کلہن اچنانچہ شرح گلشن راز است
کہ در مراتب تجلیات افعالی حق تعالیٰ خود ساقی گشتہ شراب بعاشقان خودی نوشاند و ایشان چون
آن شراب سے نوشند محوفانی میگرددند و از کشاکش و سختیہا سے عشق خلاصی سے یابند دوم مرشد
کامل کنایت از جناب محمد صلی اللہ علیہ سلم چنانچہ در مرآة المعانی سید مرشد کامل درینجا مصطفیٰ
ہم نبی و ہم ولی را رہنماست ۴ سیوم شیخ بہ نیابت رسول علیہ السلام کہ الشیخ فی قومہ کالغیب فی امتہ
چہارم معشوق کہ شراب حسن معنوی از جام روے وے مینوشند اور یعنی بگردان اے روان کن۔
کاسا ساغر و نیز مراد روے معشوق چنانچہ سلوی جامی گفته سے ساغر از دور عارضش کردیم
بادہ خوردیم و این ترانہ زدیم ۴ ناولہا بدہ آنرا و ناول امر است از ناول نیا و ل سنا و کہ یعنی

سید ابوبکر اسد اللہ علیہ السلام بود و در این شعر از او مراد است و در این شعر از او مراد است و در این شعر از او مراد است

چیزے بکھے دادن و الف در ناول حرف تاسیست و تاسیس الفے را گویند که در میان روی و او
 حرفے متحرک و همطه شود چون شامل و کامل سلمان **س** رفتند رفیقان و رسیدند بنزل و در خواب غروی
 تو ہنوز لے دل غافل و نظام الدین گنجوی **س** ہمہ سختی از بستگی لازمست و چو در شکنجی خانہ پر ہمزم ہست
 ترک این الف از عیوب قافیہ نیست آسان نمود اول اشارہ بدانت کہ عاشق را در اول آرزو رو
 میدہد و این ابتدا عشقت و این آسانست بعدہ چون دل را کشتے کند از علاج گویند و چون تعلق رسید
 شوق گویند بعدہ چون ترقی پذیرد اشتیاق گویند و شوق گاہ گاہ فروے نشیند اما اشتیاق را نقص نہ و چون
 از ہمہ منفرد شود محبت گویند و چون فنا و بقا خویش را یکبار در وجود دوست تلف کند آنگاہ عشق گویند و
 این بسا شکست از بیجاست افتاد و مشکلمہا و نیز از مشکلمہا عقد ہاند کہ عارض وقت عاشق میگردد
 معنی بیت اے محبوب گلخوار و اے دلبر شیرین کار روی خورشید مثال خود را بنما کہ عشق تو در مبادی
 احوال آسان مینمود اما چون پاسے در یاد یہ محبت نہادم از کشمکش و سختیہاے عشق روزم چون شب
 درو مندان سیاہ و شبنم چون روز مصیبت دکان تباہ و بختل کہ اے ساقی از لی شراب عشق لم یزلی مدین
 مفلس مینو آورد در اندہ مبتلا از روی فضل و عطا احوال نما کہ عشق تو در ابتدایش آسان مینمود چون قدم در
 دائرہ عشق نہادم پر کار و از سرگردان شدہ ام و مبتلاے صنوف غموم و گرفتار الفوف ہوم گردیدہ ام
 و غیر از مستی عشق برفع غموم عشق کسے نتواند پرداخت چہ سوختہ آتش را غیر از آتش علابے نہ و مخمور شراب
 را غیر از شراب دو اے نہ سوال الا حرف تنبیہ است این حرف مانع است از حمل کردن بساقی
 چہ اگر ساقی مراد حضرت حق است او خود عالم الغیب و الشہادہ است **ع** لکن بجالی حسبی من سوالی
 و اگر مرشد است او خود مراقب احوال و نیست نہ غافل کہ خود جابے دگر فرمودہ **س** جام جان نما
 ضمیر منبر دوست **ب** اظهار احتیاج خود آنجا چہ حاجت است **ج** جواب انشا تنبیہ غفلت مخا
 است بلکہ منشا اش قلق و اضطراب عاشق است کہ صاحب الغرض مجنون و نیز از برای اظہار
 شفقت است در حضرت او نہ رفع غفلت کہ **س** تا نگریہ طفل کے جوشد لبین سوال یاے ندائیم
 دلالت بقرب و حضور میکند و لفظ مشکلمہا و لالت بہ بعد و فراق پس با وجود قرب و حضور بعد فراق
 چہ گنجایش داد جواب این قرب و حضور حکم و اللہ علی کل شیء قحیط بطریق علم الیقین حاصلست
 و آن بعد و فراق مرسانک را باعتبار آنکہ جو یاے عین الیقین است و نیز مشکلات منحصر بعد فراق

در بیان این بیت و شرح آنجا کہ در کتاب تفسیر جامعہ ص ۱۰۰ ذکر شده است و در شرح جامعہ ص ۱۰۰ ذکر شده است

نیستند بلکه در وصل هم که سبب بزرگ گل خوشترنگ در نقار داشت و واندان برگ و نوا خوش
 ناله های زار داشت و سوال مصراع اول مقتضی طلب عشق است این دلیل عدم حصول عشق است
 و مصراع ثانی مقتضی حصول عشق است و هر دو با یکدیگر منافات دارند جواب آنست که حالت عاشقان
 بحالت میخواران ماند هر چند که و مبدم جام شراب در می کشند اما حرف طلب از لب نمیگذارد مثل
 مستقی چون راه عشق راهیست که سالک آن راه یعنی عاشق تا هزاران مرتبه دل او بصنوف محن و بیایا
 و آلام استغنا و عدم التفات خون آلود نگر و بوسه از وصل محبوب بشام جاننش نرسد بنا بران گوید قوله

بوسه نایب کا خربازان طره کشیا | ز تاب بعد مشکینش چه خون افتاد و در لهما

با سببید مراد از نایب مشک از ذکر ظرف و اراده منظوف و الا نایب بوسه بدار و سکنند چو نسبت
 کان یا ده گوسه ز خون ناف خود را کند نایب بوسه و مراد از بوسه مشک بوسه خوش آخر
 یعنی آخر شب که آوان وزیدن باد صبا است هنگام ورود مشاهدات سالکانست که س
 رو بر در دل نشین کان بخرس گاهی و وقت سحری آید یا نیم شب باشد صبا با ویست که آخر شب
 بوز و از وزیدن آن بصورتانها بکشایند و در گلستان گلها بشکفتند مراد از ان فیض اقدس طره
 اگر چه مختص است بوسه که پس قفا در بند لیکن گاه معنی زلف مطلق می آید چنانچه س
 عاشقان طره عنبرین تو و تاب پیش بعد مشکین مراد صفات جلالیه چون قهر و استغنا و عدم
 التفات و لها ضمیر جمع است اشاره بجمع عاشقان و نیز صیغه جمع ذکر کنند و تنها خود را مراد دارند چنانچه
 در محاوره گویند مایان را که می پرسد یا گویند این شکها عاجز کرده معنی بیت آنست قسم بدان
 بوسه خوش که آخر شب صبا فیض اقدس از سبستان طره محبوب که تجلیات آثاره و اسماء
 صفات بشام جان عاشقان میرساند از تاب بعد مشکین او که قهر و منع و استغنا و عدم التفات چه خون در لهما
 افتاده که زبان قلم از او تقریر و تحریر آن قلم است باید آنست که پیش از ورود تجلیات بوز تجلیات بشام جان
 عاشقان میرسد تا بدان آگاهی از ورود تجلیات می شود چنانچه رسول را قبل از ورود وحی بوسه
 بمشامش میرسد تا بدان آگاهی از ورود وحی میشد و یعقوب را پیش از رسیدن پیروان بوسه
 یوسف رسید کتوت بدانکه در عالم مجاز است که عاشق تا دست بدامن مشاطه نرسد و تعبت
 امر او نماند در محبوب نبرد و همچنین طالب حق را اگر چه عشق سیریت قوی ما بوجبت بقا الیه انوسید که

طره در لغت بختی سوسه میباشد است و از نظر ظاهر کبریا و صفا و در ۱۲ ص ۱۰۰ اول معنی عدله بر او با سببید نوشته و اینجاست که بار قسیمش را اشاره است مکنیا و شعر هر دو معنی را میسر است

تا دست بدامن مرشد نزنند و اطاعت امر او ننمایند و بوسل محبوب حقیقی نبر بنابران گوید قوله

بی سجاده ز زمین کن گرت پیرمغان گوید که سالک بیخیز بود ز راه و رسم منزلها

پیرمغان اشاره بمشکمال سه ساقی و پیرمغان و مطرب اشعار خوان + مرشد کامل بود در باب و راه
بے گزند یعنی آنست که اسے طالب ساقی موجب قاعده فی الجبل اللہ دست دامن شد کامل

زن و خود را کاملتت فی ید التعالی و تحت اراده او در آورده و امر او را کومی منزل پندار و سر از امر او باز
نکش اگر چه ترا امر بے نوشی کند زیرا که او سالک این راه است از راه و رسم و نشیب فرز این راه بخیر

خواهد بود که تو مریض و او حکیم فعل حکیم لا یغفل عن الحکمة پیرا که حکم سالک کامل هر چند در ظاهر عقل
مخالف مینماید اما در حقیقت و استغنی قلبک و لو افتاک المفقون هر چه مریضان عشق را فرماید موافق

شریعت عزاد است چنانچه تقاضاست که شخصی نزد خواجه بود و پشتی آمد فرمودند که چون آمده گفت بار اوت
فرمود که بگو لا اله الا الله چشتی رسول اسد ان شخص چون عقیدت راسخ داشت فی الفور بلاتامل بر زبان آورد که

لا اله الا الله چشتی رسول الله بعد از چند مریدے عرض کرد که حضرت در آن روز بفلان کس بنوعی کلمه تلقین
نمودند که در شرح جائز نیست فرمود که ما اراده او را در معرض امتحان می آوریم و گرنه ما کجا و محمد رسول الله کجا

چه نسبت خاک را با عالم پاک + و نیز عشق از جمله افتخالی است که ذلک فحذل اللہ یوقد من تیشا و پسین
قل بفضل اللہ و برحمته رعیب تریض ابطال بان می نماید که اسے طالب سجاده و وجود خود را در صباغ غایب

ومن احسن من الله صبغة بی عشق مصیغ ساز لیکن اگر پیرمغان ترا امر کند چه او واقف این راه است امر او
خالی از صوابد بخوابد بود سوال چون عشق از جمله فاضلترین اشیاء است قید اجازت پیر از چیست جواب

هر چند که افضل ترین عبادت است اما بے اجازت مرشد فائده بران مترتب نگردد و ثمرے ندهد کما فی الذکر
والمقصود سوال قید پیرمغان از چیست جواب آنست که هر که دست بدامن نماند که او از راه و رسم شریعت و طریقه

آگاه بود چون بمکشوفات شبه و نماید اصل آن ماند و اگر بر آنچه مکشوفات او شد و اعتقاد بند و گمراه گردانید است
مکن بل صوفیان خام یاری که باشد کار خا مان خامکاری + هر گاه بفرموده ناقص نیست اگر خود بخود باشد چنان

از سبزه یاده خیالات نادان خلوت نشین + بهم برزند عاقبت کفر و دین سوال در مصرع اول پیرمغان
گفته در مصرع ثانی سالک جواب سالک مراد واقف کار و نیز پیرمغان باعتبار مرشد و سالک

باعتبار خود و بحقیقت که پیرمغان سیر الی الله و چون سیر الی الله نهایت ندارد پس صاحبش مدام
باعتبار خود و بحقیقت که پیرمغان سیر الی الله و چون سیر الی الله نهایت ندارد پس صاحبش مدام

ساکست چون در طریق عشق عاشق را راحت آسایش نمیباشد چرا که گاه در سوزش و گاه در فرودش
گاه در نوازش و گاه در گدازش گاه در قرب و گاه در بعد و مدام از حالے بجائے گردان ست بنا بر آن
گوید قوله

مراد منزل جانان چه امن و عیش چه نوم | جرس فریاد میدارد که بر بندید محملها

منزل جانان مراد مقام عشق که وصول محبوب حقیقی جز در دار ملک عشق صورت نه بست و جرس
مراد حکم لاریبی و نیز جرس مراد خطاب و آن بر دو قسم است بواسطه خلفا چنانچه فقره والی الشدائی کلمه منزه
تذکره باین و بلا واسطه که سالک آنرا در باطن خود می یا بدو داعی میگردد و بر انتقال از مقام سافل بسو
عالی محل بستن کویح کردن معنی آنست که مراد طریق عاشقی چه امن و چه راحت و چه آسایش و چه
فرحت که مدام حکم محل بستن میرسد و هر دم از حالے بجائے میرانند و بجائے نسیکدارند و بحتمل که مرا که در
منزل عشق فرود آمده ام و بدر عشق گرفتارم کجا یارای آنکه براحت گرایم چون هر دم از جناب معشوق
خطاب فقره والی الشدیر رسید یعنی اعراض کنسید از غیر معشوق و متوجه شوید بسوسه او و بحتمل که تجلیات
معشوق غیر متناهی است و در هر تجلی حسن معشوق ازید و احسن پس بضرورت بمقدار شهود تجلی تعلق و
اضطراب است بر آن تجلی دیگر بضرورت تعلق علی الدوام بود و گوید که مراد طریق عشق نه آنست از تعلق
و نه عیش تحصیل مراد زیرا که هر جرس فقره والی الشدیر نمیکند که آماده شوا از سافل بجالی چون بیدران را
از درمندان در دوسه نیست از روستای درویشان را در نمی یا بند و زمانه به ملامت میکشاند
بنا بر آن گوید قوله

مشیت باین که در بین | مجاد استند حال ما بسکاران ساحلها

مشیت کنایت از ایام بجز که در نظر مجبور جهان بمنزله شب تاریک است بیم موج کنایت از
خوف گرواب کنایه از اجل جنین یا کمال اشاره است بان که کشتی وجودی که پس از آن گرواب نجات
نیست بسکاران ساحلها مراد آنانکه بعشق در نیامده اند و بر ساحل خشک که زهد است نشسته اند
معنی آنست من که سفینه نشین دریای عشق و مبتلا به بمرغم و خوف روز پس و گرواب اجل
پیش پس این ظاهر پستان که مبتلا به زهد اند و بجز خنجر عشق نیفتاده اند چگونه حال مراد بند
و چرا به ملامت پیش نیامند و بحتمل که مراد از مشیت تاریک دنیا بیم موج خوف آفات و بلیات گرواب

کنایت از رد و قبول و سبکسازان ساحل کنایه از ملائکه که با مرونی ما خود و مثاب نیستند و از صفات بشریت آزاداند و اهل باطن بخاطر عظیم که **الْمُخْلِصُونَ عَلَىٰ خَطَرٍ عَظِيمٍ** یعنی ماکه مستجون سخن نیاایم که از تیرا سخن المؤمن و موج آفات مبلتات از هر سو مائل مگرداپ رد و قبول در پیش مائل است که کشتی و بچگس را از ان گرداب بجات نیست پس گروه ملائکه که ازینها محفوظ و مصون اند حیران زبان بلامت بخشایند و این تلخیص است بقصه آدم و قول ملائکه که **أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ** باید دانست که عاشق را دو حالت است حالتی آنست که غرض از میان بردارد و بے غرض با معشوق صحبت کند و او را هم از بهر خود دارد و این حالت انتهائیه است صاحب این حالت را عاشق کامل گویند اینکس ره بوصول محبوب برود غریزگی در دو حالت دیگر آنست که همگی همت او مقصود بر مراد خویش بود و محبوب را از بهر خود دوست دارد و این حالت ابتدائیه است صاحب این حالت را عاشق خود کام گویند این کس ره بوصول محبوب نبرد و بے عدم وصل بدنام و رسوائی عالم گردد بنا بران گوید قوله

همه کارم ز خود کامی بیدنامی کشید آخر | نهان کے ماند آن رازے کز و سازند محفلها

محفل ساختن استهتار یافتن معنی آنست که همگی کار و بار من بسبب خود کامی بیدنامی کشید یعنی چون همت من همگی مقصود بر مراد خود بود و بے سیر منزل وصل نبردم و بدنام و رسوائی عالم گردیدم و این رسوائی و بدنامی خود خواهم که نهان دارم مگر نهان داشتن رازے که افسانه محفلها گردید چگونه صورت بند و بختا که از خود کامی خود مرادی معشوق بود حکم **وَاللَّهُ يَخْتَارُ عَلَىٰ الْعَالَمِينَ** و عدم اعطای وصال موجب خلق و استیلاست بسوس بدنامی یعنی از افراط خود کامی معشوق کارهای من بنا مرادی بجای رسید که از محبت ببرد من بسبب رسوائی و بدنامی و رسوائی در جهان انداختند لیکن در محبت مرا چنان مفلس ساختند که از محبت هیچ کاسه و مرادے نیافتم و من بدین حرف شرمندة آفاق شدم و خواستم که راز نامرادی و افلاس نهان ماند نهان داشتن رازے که شهره مجالس گردید محالست اکنون بدانکه چون موجب حصول قرب معشوق دوام اشتغال بنا و معشوقی دستغراق بدوست بنا بران گوید قوله

حضور می گزیم چو اهی از و غائب فقط | متی ما تلق من تهوی فرج الدنيا و اهلها

متی شرطیه یعنی هر گاه متی ما تلق من تهوی تقدیر کلام چنین است متی از دست ملاقات من تهوی

کقولہ تعالیٰ اِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وِعَ بَلِّغُوا حَالاً فَرُودَ كَذَا شَتَّى مَعْنَى آتَمْتُمْ كَمَا حَافِظٌ اِذَا مَجْزَاهِ
 كَمَا بِمَقَامِ حَضُورِيَّتِ مَعْشُوقِ بَارِيَابِي مَدَامُ تَوَجُّهُ بِدُوبَاشٍ وَغَمَلْتُمْ اِبْخُورًا مَدَهَ چنانچه مذکور است که بختیتم
 زدن غافل از آن ماه نباشم شاید که نگاه کند آنگاه نباشم و هرگاه اراده ملاقات کنی کسی را که دوست
 تو او را یعنی چون جوین وصل محبوب هستی بگذار دنیا را و طلب آن نما و اگر حاصل است فروگذار یعنی ترک ده
 آنرا و درین میت خطاب بدل است یا از جانب محبوب - غزل

اگر آن ترک شیرازی بدست آر دل مارا | بجال هندوشن بختم سمرقند و بخارا را

ترک شیراز محبوب شیراز کنایه از محبوب حقیقی حال هند و خال سیاه مراد از آن تجلی ذاتی که نور ذات
 سیه تصور نموده اند سیاهی چون بینی عین است و در و چاه پراز آب حیات است و سمرقند و بخارا
 دو شهر اند معروف که خوب رویان آنجا بحسن و جمال مشهور و مراد از آن کونین دل جان دین ایمان چنانچه نقلست
 که چون حافظ این غزل گفت بادشاه آن عصر حافظ را طلبید و گفت که تو گفته بجال هندوشن بختم سمرقند
 و بخارا را گفت بل گفت من سمرقند و بخارا بچندین زور و لشکر کشی و جانفشانی فتح کرده ایم تو بیک حال
 هند و می بختی گفت من سمرقند و بخارا که تو مالک آن هستی نمی بختی من سمرقند و بخارا که مالک ایم می بختی و آن
 کونین و دل و جان و دین و ایمان است معنی آنست که اگر آن محبوب حقیقی که محبوب من است
 دلداری مانماید و تجلی ذاتی خود با عطا نماید جهت ادای شکر اینچنین نفعی از کونین اعراض نمایم و ازل
 و جان و دین و ایمان در گذرم و در وفای شوم و چون حصول این نعمت عظمی بغیر محبت
 الهی حصول نمی یوند و آن موقوف بارشاد مرشد است بنابراین گوید قوله

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت | کنایه کنایه کنایه کنایه کنایه

ساقی کنایه از مرشد که نوشاننده شراب محبت است می باقی محبت حقیقی و تشغل در ریاضت که نمود
 فناء سالک بقا اوست رکنایه چشمه ایست شیراز گلگشت یعنی میر مصلا عید گاه است در
 شیراز و این هر دو یعنی رکنایه و مصلا ریاضتگاه مراد است که اکثر بزرگان آن نواح در آنجا آمده بعبادت
 مشغول میشوند و از دنیا نیا که جاب محنت است و موجب حصول محبت که الذی تبارک و تعالیٰ فی الآخرة معنی نیست
 که اے ساقی می محبت و تشغل اشغال که مایه حصول معرفت و سرمایه و حصول قربت است با عطا نما که چون
 ازین دنیا رحلت کردیم و این مقام رکنایه با دو مصلی که جاب ریاضت و حصول محبت است در جنت

نخواهی یافت زیرا که جاس ارشاد مرشدان و حصول محبت سالکان همین است عیب داران بجز است
 چندانکه درینجا حصول معرفت بود موافق آن درانجا روتیه خواهد شد و هر که درینجا بهره معرفت
 بدست نآورد در عقبه از بهره روتیه بے بهره است من کان فی هذا الاغی فحوقه فی الاخره
 آنکه چون همین ارشاد مرشد سلوک در آمد و تجلیات الهی بر و نازل شدن گرفت و سالک مشغول
 آن گردید و مشغولی بدان سبب راه است و گذشتن از آن بے دستگیری مرشد توان بنابر آن گوید قوله

فغان کین لولیان شوخ شیرین کایز شهر آشوب | چنان بر و نذر صبر از دل ترکان خوان بخیار

فغان فریاد لولیان شوخ محبوبان مجاز و مراد از تجلیات صوری که در مظهر حسنه پیش سالک بے
 تانیس و س و اردی شود معنی آنست که اسے مرشد فغان از دست این تجلیات که در دل ربانی عاشق
 بیباک اند و خوش حرکات و پریشان کنند عالم اند که هر دم برنگی دیگر پیش می آیند و ستمگری پیشه
 میسازند صبر از دل ما چنان بر بوده اند که ترکان خوان بخیار یعنی بنوعی والد و فریفته خود گردانیدند
 که اعراض از ایشان ممکن نیست مگر توجیه تویس بفریاد ما رس و چون مشاهد که جمال محبوب عاشق
 را در پرده عصمت نمیگذارند بنابر آن میگوید قوله

من ازان حسن وز افزون که یوسف داشت از منم | که عشق از پرده عصمت برون آرد بخیار

یوسف نام پیغمبر سرسل که محبوب زلیخا بود درینجا کنایت از محبوب حقیقی است زلیخا نام عورتی
 که عاشق یوسف بود معنی آنست من ازان حسن و زافزون آن محبوب حقیقی بود یا از شهو و تجلیات
 که بر ما وارد شده تفهم نمودم که عشق این آخر کار مایان را از دایره عصمت بیرون خواهد آورد و در
 عالم خواهد ساخت و نیز محبت است از حسن و جمال که یوسف داشت و آخر کار عشق او زلیخا را از دایره
 عصمت بیرون آورد تقسیم باشد که هر جا که حسن است تقاضا او همین است که عاشقان را رسوای کند پس
 رسوایی ما هم بسبب عشقت و نیز احتمال دارد که در عالم عدم و بملکی قدم جلوه جمال را باختلاف انوار
 و اوصاف تماشا کردیم و یقین دانستم که کین محبتهم و یجبونند ما را از دایره عصمت خواهد آورد
 و درین ابتلاها محبوس خواهد کرد و لاجرم بظهور آمد اکنون بدان که در ابیات ما قدم از زبان ناظم
 سخنان وارد شده که باطنی شایسته چنانچه دو سوال در بیت دوم می آید پیش طلبی بجناب مرشد
 کرد که شایان آن نبود و دوم آنکه از بیت ثانی متوجه می شود بر اینکه وصال و معرفت است

موقوف بر ریاضت این قول مختلف است سیوم آنکه در بیت چارم اظهار عشق کرده که گمان آن واجب است بر سالک اکنون بجواب آنها گوش دار اول آنکه چون طالب صادق از روی شیفتگی پیش طلبی را کار فرمود که بده ساقی می باقی احتمال است که مرشد از آن روی که بحال او دانا است و مینا شاید که بدل شده از روی نصیحت درشت گفته باشد بجوابش گوید قوله

بدم گفتی و خورسندم عفاک الله لکنو گفتی | **جواب تلخ نمی زید لب لعل شکر خارا**

عفاک الله عفو کند ترا خدا تعالی معنی آنست که من از راه نادانی پیش طلبی را کار فرمودم و تو از راه پیش بینی و نصیحت مرا سخن درشت گفتی با اینهمه خورسندم عفو کند ترا خدا تعالی این درشت گفتن چه اگر چه این بدگفتن تو در مجاز موجب بد ولایت امانی با حقیقت نیکو گفتی و سخن تلخ که پند و نصیحت است بلعل شکر خای تو بس زیبا است و شکیل که این خطاب بمشوق است و عفاک الله خطاب بنفس است یعنی آن محبوب من تو از روی استغناء ذاتی که داری بجا بدگفتی و ما بدگفتن تو خورسندم ای نفس من عفو کند ترا خدا تعالی از آنکه نگو گفتی چون گفتی بدم گفتی و خورسندم که عبودیت را مرعی داشتی بدان که سوال دوم که در بیت ثانی متوهم است که معرفت الهی موقوف باعمال است علماء و ظاهری گویند که بنده که بعبودیت الهی دنیا میرسد و بر در قیامت که بنعمه رویت مشرف خواهد شد بسبب اعمال نیک و تقویه میگویند که اعمال بجا آوردن محض اطاعت مراد است و گرنه حصول معرفت در دنیا و رویه در عقبی محض لطف و فضل است که لا یدخل احدکم علیه فی الجنة ولا یجیرکم من النار و لا انا الا بوجه الله و چون اعمال را موقوف علیه معرفت دانستند البته و بالیقین نظر بر اعمال ممکن گردد و آن موجب غرور انانیت میشود و این سبب راه سالکست که فرط طریقت بنا بر آن که چون موسی را نظر بر مکالمه افتاد فرمان شد که آن الیق عصاک مراد از عصا نظر افتاد و مکالمه و ناظم نیز جائے دیگر گفته است تکیه بر تقوی و دانش طریقت کافیه است راه هرگز صد همنوار و توکل بایدهش + بنامبران بحیرو انقار می گراید و میگوید قوله

ز عشق ناتمام با جمال بایستغنی هست | **آب نیک و مخالف خطی چه حاجت روزی بار**

عشق مراد ریاضت و مجاهده از جهت ذکر ملزوم و اراده لازم ناتمام بمعنی ناقص و جمال مراد لطف و فضل اگر چه در مجاز جمال خوبی را گویند اما فی الحقیقت جمال لطف سیرت از نیچاست که ان الله جمیل و رحیم انجان معنی آنست که لطف بی غایت است او موقوف علیه بر ریاضت بانیست جناب او از عشق با پروردگانه

ملاحظه فرمائید که در این دو بیت در حقیقت و در ظاهر اینها در بیان استغناء و توکل است

چون جمال روی زیبا که موقوف علیه جمال و خط و آب رنگ نیست پس هر کرامی نواز محض لطف است
 والا نه طاعت نه لکه سال ابلیس کجا پس از مضمون این بیت معلوم شد که چون حصول معرفت الهی
 محض بر لطف اوست پس یا صفت کردن چه نفع دارد و نظر بر لطف او چنان باید داشت بدانکه خاص
 نظر بر لطف او گماشتن دست از طاعت بازداشتن نیز گمراهیست و مذموب زنا و قه است
 و چون انکشاف این معنی که ستره از اسرار الهی است تجلی است و ما فی نفسه قول مختلف چنانچه ناظم خود گفته
 است قوس بجد و جهد نهادن و حصول دست به جمع و گروا له بتقدیر میکند و مذموب صوفیه آنست
 که بقدر وسع از فرائض و نوافل مجاور و تقصیر نورزد و نظر بر اعمال غیبه از دور بران تکیه نکند و چون اشتغال
 کردن دین قال و قیل سالک از طلب باز میدارد بنا بران تعرض میکنند و میگوید قول

حدیث از مطرب می گوید هرگز چو آنکه کس نکشود و نکشاید حکمت این مختار را

از مطرب و مع مراد عشق از ذکر لازم و اراده ملزوم باز کند اسرار از دور از اهل و هر کقوله فاسأل الفرق
 اے من اهل القریت معنی آنست که ازین قبل قال با زانی و سخنان عشق و محبت را پس از انکشاف
 اسرار الهی از اهل زمانه مجوس که این اسرار الهی معانیست که هیچکس نکشود و نخواهد کشود و چون
 واقف شدن بر اسرار الهی حکمت عقلی و فکری نمی تواند شد بنا بران گوید قول

نصیحت گوش کن جانان که از جان دوست جوانان سعادت مند سپرد انا را

این بیت خطاب است از مرشد بمرشد جانان خطاب بمرشد از روی لطف و مرحمت معنی
 آنست که اے طالب صادق این نصیحتهاے ما را گوش کن و بدان عمل نما که جوانان سعادت مند
 پیوپران را از جان عمل نمایند و بدان پند گیرند و چون این غزل مملو از لالی سخنها است و سزاوار تحسین
 بنا بران گفته یا از جانب مرشد امر شده قول

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بجان قفا که نظلم تو افشانند فلک عقد شریارا

شری یا هفت ستاره اند و قبل شمش و آرزای بنظم تشبیه کنند معنی آنست که اے حافظ غزل گفتی
 یا در سفتی بیا و با حسن وجه بر جوان که سخن تو بمنزله رسیده است و شایان آن گردیده که فلک
 عقد شریارا نشان آن سازد غزل

اے فروغ ماه حسن از روی زخشان شما آبروی خوبی از چاه زخندان شما

اسے حرفِ ندا و منادی محذوف و آن محبوبِ فروغِ روشنی ماہِ حسنِ اضافت بیانہ کنایت از محبوبان
 مجاز و سے رخشان کنایت از ذاتِ محبوبِ حقیقی چنانچہ در مرآة المعانی اسے سے
 از روئے حقیقت ہست ذات ہرچہ غیر از رو بود باشد صفات ہونا ظم روئے محبوب با بکناست
 بافتاب تشبیہ ادہ چہ ماہِ اقتباس نور از آفتاب میکند کہ نُورُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِمَّنْ نُورُ الشَّمْسِ و
 این را تشبیہ بالکنایہ گویند کہ مشبہ کہ رویت بیان کرد و مشبہ بہ را کہ آفتابست محذوف نمود
 آبروئے تازگی و درخشندگی چاہِ رخندان عبارت از کمالِ حسن و جمال معنی آنست کہ
 محبوبِ ماہِ حسنِ انور از روئے رخشان شماس تازگی و درخشندگی جمال و خوبی از لطفِ تست
 یعنی محبوبان مجاز از نیت و بہا از تست و ہمانیان را از توزینتے است درست و بحتم کہ اسے محبوب
 من روشنی ماہِ حسنِ صوری و معنوی در عالمِ عینسی و شہادتِ از ذاتِ شماس ہر دو عالم
 یک فروغِ روئے تست ہرچہ عاشق را مدام ہمین ارادہ است کہ مشاہدہ وصالِ جمعیت
 و سبج عوارض در پیش نہ باشد بابران گوید قولہ

کے دہد دست اینغرض لایب کہ ہمدستان شوم **خاطر مجموع ما زلف پریشان شوم**

دست و ادون حاصل شدن ہمدست کیجا و متفق معنی آنست کہ امید و ابریم کہ کے حصولِ این مطلب
 کہ خاطر مجموع ما زلف پریشان شوم ہمدستان شوم یعنی وصالِ شمای جمعیت وقت میسر آید و تر
 مصرع ثانی را وجوہ کثیرہ در شروع دیدہ شدہ لیکن بدوسہ کہ بضم اقرب و بطلب نزدیکتر باشد گفتا
 میکند وجوہ اول خاطر مجموع ازین جہت گفتہ شدہ کہ ہنوز عشق او کمال نہ رسیدہ یا در واقع ہمچنین است
 یا بجمت کس نفس خود را غیر عاشق قرار دادہ طلب عشق میکند و میگوید کہ خاطر من بسببِ عاشق ناگشتن
 جمعت با زلف پریشان کے ہمراہ خواهد شد و پریشانی خواهد رسید چنانکہ حق تعالی ہرگز ادوسہ
 مبتلا بغم میگرداند اذ اکبت اللہ عبداً ابتلاءً فان صبراً جبلاً فان احبته حب الہالغ اذ اکبت
 و اذا احبته اللہ عبداً ابتلاءً فان صبراً جبلاً وان رضی ارضطفاً و وجہ دوم آنکہ خاطر مجموع
 از اجبتہ کہ در معنی اول نگاشتن شد و زلف پریشان عالم کثرت چنانچہ زلف پریشان سائر خسارہ
 ہمچنین عالم کثرت سائر وحدت است معنی آنست کہ کے خاطر مجموع ما زلف پریشان شوم ہمدستان
 اسے ہر دو کی شونہ یعنی از عالم کثرت و مقیدات بعالم وحدت در آئیم و سبج اندیشہ عالم کثرت مانند

و چه سیوم مراد از زلف تعینات بر عارض ذات **س** هر حلقه که بست دل ز صد خسلق ربود
 و پریشانی ز زلف عبارت از ارتفاع او از نظر ساکتست معنی آنست که که حاصل شود اے
 پرورنده عاشقان بزلال وصال که یکی شود جمعیت قلب با پریشانی که علت جمعیت **س** تا پریشان
 نکند زلف ترا با دصبا تصور نشود خاطر جمعیت ما **چ** چون عاشق را از غایت اشتیاق هر دم قلقلی
 رویه میدهد و بامید وصال هر دم جان بلب میرسد بنابراین میگوید قوله

عزم دیدار تو دار و جان برب آمده | باز گرد و یار آید چسپت فرمان شما

معنی آنست که اے محبوب من از غایت اشتیاق دیدار تو جان بلب رسیده الحال حکم تو جمعیت
 باز گرد و یار آید یعنی اگر وقت وصال رسیده بر آید والا باز گرد و چند روز دیگر صبر نماید تن به مجرد
 و عاشق را تا که آلوده اغراض نفسانیت و آغشته وساوس شیطانی بمعشوق راه نیست بنابراین
 بزبانی محبوب گوید قوله

دور دار از خاک خون من چو بر با بگذری | کاندین گشته بسیار اند قربان شما

خاک و خون الاث بشری معنی آنست که اے عاشق غریب ما اگر بحضرت ما آمدن میخواهی پس در آنچه
 را از خاک و خون باز دار یعنی آغشته اغراض نفسانی و آلوده وساوس شیطانی مشو و فریب آنها مخور
 یا آنکه بصیقل یا صفت ننگ اے بشریت شو بچشم نفس **ک** ذنبک لا یقاس به کذب منشاء
 فسادات و مانع از رفیع درجات همین وجود است و رنه افاضه وجود مطلق بجمع عباد علی السویه است
 علت مصرع اول مصرع ثانیه است که اینهمه از اجنت میگویم که در راه خصوصیت ما و تو بسیار کنز عبادت
 حسد قربان گشته چنانکه باروت و ماروت و ابلیس چنان نشود که ز هر چندگی ایشان گرد و تو محروم باقی
 چون مصلحتا چند روز وصال معرض توقف افتاد و عاشق در بیم در غلبه اشتیاق بنابراین گوید قوله

با صبا همراه بفرست از رخت گلدرسته | بو که بویشم از باغ وستان شما

صبا کنایه از فیض باطنی و نیز مرشد که رساننده است بوسه معشوقی بعاشق از رخ گلدرسته فرستادن
 کنایه از عطا بر شهود تجلیات است نیز فرستادن پیغام بویعنه باشد باغ وستان
 بحکم **و** لله الجنة کلبس فیها خود و لا تصور **م** تجلای مرتباً صاحبکاً مراد وجه الله است یعنی ذات
 که نغمه روحانیت معنی آنست که اے محبوب من تا دریافت و لذت اصلت که بفارقه قالب میسر

می آید همراه فیض ابواب مکاشفات بر من مکشوف گردان که تا بنسیم تجلی ذات که ستمج اسما و شفا
 مست از زخمت که وجه اندر است بهره و گردیم و به ذوق آن بر تلخی معشوق مطلع نشویم و از کشاکش
 دوران بر رسم و در بعضی نسخه بجای باغ و بستان از خاک بستان شما دیده مراد از خاک بستان وجود
 محمدی که هر چه از حق فائض می شود اول بحضرت بعده بانیا پس اولیا سپس عامه یعنی بسبب آن نسیم
 مشاهدات بهره و گردیم از کمالات محمد علیه السلام چون مستوری را در مقام عشق و شوق که نسبت بنا بر آن گوید قوله

کس بد و زگرست طرفی نسبت از عافیت | ابر که بفر و شند مستوری بستان همشا

ترگس کنایه از چشم و مراد از آن شهود تجلیات طرف بستان کنایه از حاصل نمودن مستوری
 زهد و تقوی مستان کنایه از چشمان معنی آنست که اے محبوب من در دور شود تجلیات تو هیچکس از
 عاشقان عافیت حاصل نکرد بهتر آنست که مستوری را یعنی زهد و تقوی بعضی مستان که شهود تجلیات
 است بفر و شند و تحمل که ترگس مستان کنایه از اسم بصیر و در حیطه اوست امور غیبیه و شهودیه یعنی
 آنست که هیچکس بسبب حیطه و مشاهده هم بصیر همه او امر و تو اهی و طاعت ریائی کنار عافیت
 و رجا و جمعیت از بحر مرض خوف و تفرقه حاصل نکرد و ستر معاصی هیچ فائده نمود و کان الله
 کان بعباده خیر البصیرا چون ستر معاصی هیچ فائده نمیکند بهتر آنست که بفر و شند و بر باد
 دهند مستوری را آینه را بواسطه اطلاع مستان شما سوال و لفظ مستان بلفظ جمع
 چون ذکر کرد جواب هر واحد از لفظین اول و ثانی متضمن اسم بصیرت پس یک اسم باعتبار تحقق در بین
 بمنزله دو اسم است چون کار عاشق مداوم بگریه و زاریست و آن بموجب البکار تحصیل المرادات
 چنانچه داشت حال میشود بنا بر آن گوید قوله

بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد | ز آنکه زور دیده آب روی رخشان شما

خواب آلودخته مگر بنی تقین روس رخشان شما یعنی عشق روس رخشان شما معنی آنست
 که مفهوم مایشود که تحقیق بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد و این فراق بومال مبدل خواهد شد زیرا که
 روس رخشان شما آب بر دیدگان ما زوین عشق روس رخشان شما چشمه آب از دیدگان ما جاری
 ساخت و یقین است که چون آب برخته اندازند بیدار شود تا که عاشق بشاهد محبوب نزد هر دم
 شکر روی میدید چون رسیدن بجزایر توجیه مردان حال که همه الرجال قلع انجیال بنا بر آن میگوید قوله

اے شہنشاہ بلند اختر خداستے | تابو ستم بچو گردون خاک ایوان شما

شہنشاہ بلند اختر کنایہ از مرشد است خدا را بری خداستے تو بے بوسیدن خاک ایوان کنایہ از قرب صوری و معنوی معنی آنست کہ اے محبوب من بے توجہ تو کار من پیش نیرود و برے خداستے در کار ما کن تا بچو گردون بجاک بوسی ایوان شما اشتغال نمایم یعنی قربے بجناب تو حاصل نمایم و تو برسم چون از جناب مرشد دور افتادہ بنا بران طلب پیغامبری میکند قولہ

اصحابا سنا کنان شہر نریو از من بگو | کای سرناحق شناسان گوی ایوان شما

صبا کنایہ از قاصد شہر نریو کنایہ از شہر حقیقت و ساکنان شہر نریو کنایہ از مرشد مثل ملازمان سلطان ناحق شناسان مجازیان و مقصبان و ظاہر رستان معنی آنست کہ اے قاصد صبا مثال از جانب من بجناب مرشد عرض رسان کہ اے کسے کہ سرناحق شناسان قربان گوی میدان شما باد و تجمل کہ بقول اے قال ۱۴ اذ اتخذتم فی الاملور فاستعینوا من اهل القبور و مراد از اهل القبور و اصلان حق کہ بمرتبه موت و اقبل ان تموتو رسیدہ اند ساکنان شہر نریو کنایہ از عارفان و صحابہ از غایبہ قلق اند بجامہ سلف می نماید کہ اے صبا قاصد مثال از جانب من شکستہ بجناب عرفا سلف معروض دار کہ اے عارفان باللہ سرناحق شناسان تصدق و قربان شما باد قولہ

گر چه دوریم از بساط قرب ہمت و پیرست | بندہ شاہ شمایم و ثنا خوان شما

اگر چه بجزیم از محفل فیض منزل دور افتادیم لیکن ہمگی ہمت و تمامی نہمت بجانب شما صرف است اگر چه بندہ شاہ شمایم کہ خالق الخلاق است و بقید عشق او مقیدیم لیکن ثنا خوان شما بموجب محبت محبوب محبوب و بحکم کہ بہ برادران بیعت نوشتہ بعد از ان ملتئم خود عرض میکند قولہ

دل خرابی میکند دلدار را آگہ کنسید | زینہار اے دوستان جان من جان شما

معنی آنست کہ ملتئم یا آنست کہ دل من از روئے شیفہ خرابی میکند و بیابی پیش سے آرواز حال من آن دلدار را خبر کنید و توجہ در بارہ ما نماید البتہ اید وستان من کہ جان من جان شما بحکم الفقر اکف نفس و اجازت کے سنت قولہ

عمرتان باد امر اول ساقیان بزم جم | گر چه جام مانشد پرے بدوران شما

معنی کہ اے ساقیان بزم جم کہہ نوشا نندہ سے محبت بعاشقان الہی ہستید و تا حال بجام خود رسیدیم

و مسیح توجه در باره مانکرده اید با آن در دعا گوئی شما ایم که عمر شما مراد ما باد یعنی چند آنکه ما می خواهیم یا
چند آنکه شما خواهید آمد و ایم که همین شماره بقصد خود بریم چون از التماس فارغ شدم باز مناجات
بجناب محبوب می کند که قوله

میکند حافظ دعا و بشنو و آمین بگو

روزی ما باو لعل شکر افشان شما

معنی آنست که اے محبوب من حافظ دعا می کند و آن اینست که لعل شکر افشان که عبارت از
لطف و نوازش شما است روزی ما شود اے در باره ما شود پس تو هم بشنو دعا مراد آمین کن که همین آمین تو
مستجاب شود و بمقتورسیم و نیز لعل شکر افشان مراد از و کلام منزلتست که اولیا و رابوا سطره صفا دل

نخل

روسی در ده

بلا زمان سلطان که رساند این عارا

که بشکریا و شهابی ز نظر مران گذارا

بلا زمان فقط او با سلطان محمد و مرشد دعا پیغام بد آنکه سالک مدتی گرفتار بلا و بیخ که در راه
عشقست ماند و هیچ نوع بنوازش معزز نکرد و خود را در آنحضرت بازیافت که اظهار عرض خود کند
بالضرورت طلب پیغمبری میکند و ندا عامیانه می کند یعنی کیست که برینحال از ما رحم آرد و این پیغام بجناب آن
ولدار رساند که بشکر آنکه الله تعالی ترا برگزیده و سروری بخشیده ما تشنگان بادیه حرمان را از لال
وصال خود محروم مدار که احسن لکما احسن الله و الیک بدان که سالک چار مانع اند دنیا و خلق و نفس
و شیطان دفع دنیا بقناعت و دفع خلق بعزالت و دفع نفس و شیطان جز بتوجه پروردگاری است
جماعه نیست بنا بران می گوید قوله

ز رقیب و یوسیرت شهابی پناهم

مگر آن شهاب ثاقب مدد کند خدارا

رقیب و یوسیرت نفس اماره شیطان شهاب ثاقب نجم است موکل بر جم شیاطین مراد مرشد خدارا
واسطره خدا معنی آنست که از دست این **نفس** ره که **أَعَدُّ عَدُوًّا لَكَ نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنبَيْكَ** در حق
اوست یا شیطان که ان الشیطان لئلا تسکن عدو و بین هم مردم معاصی میکشند و از راه حق باز میگرد
به تنگ آمده ام و هیچ نوع ربانی نیامد بنا بران شب روز بلکه رجوع ما دمیدم بحضرت حق است
تا باشد که با شارت الهی آن ارشاد آید و از برای خدا مدد کند و توجه در حق ما نماید تا بران **نفس**
ظفر یا بیم چون گریه وزاری مستتر شد بے توجه مرشد قبول نمی افتد بنا بران گوید قوله

الشیطان لئلا تسکن

بجدا که جرعه ده تو به عاشق سحر خیزنا | که دعای صبحگاهی اثرش کند شمارا

بجدا قسم بخور جرعه قطره شمارا بواسطه شامعنی آنست که اسے مرشد جرعه محبت در کاسه دل عاشق از مخخانه خود بریز تا دعای صبحگاهی عاشق قبول افتد شمارا اسے بواسطه اعدا و شام و کجیل کہ بنام خدا جرعه بخوریزی سحر خیز عطا کن از فیاض حقیقی درخواست نما از آنکہ دعای صبحگاهی کہ شمارا است اثرش میکند و در جذب محبوب قریب الاستجابت است چون مسترشد توجیه مرشد بشا ہدات رسیدن شاہ بین النجلی واللاستتار است آن موجب قتل عاشقان است بنا بران گوید قولہ

چہ قیامت است جاتان کہ بعاشقان | رخ بچو ماہ تابان دل بچو سنگ خارا

رخ بچو ماہ تابان ظہور وجه اللہ دل بچو سنگ خارا استغناء و استتار و جہ اللہ معنی آنست کہ ابن چہ قیامت است جان من کہ بر سر عاشقان آوردی یعنی اول ظہور تجلی با کردی و از ان آتش دل من غمزہ انداختی و باز آن تجلی راستتر کردی دستگدلی را کار فرمودی کہ هیچ ببد او آتہ نمی پردازی و چون معشوق قادر است بر آنکہ بے فنا بر عاشق جلوہ گری کند بنا بران گوید قولہ

دل عاشقان بسوزی چو عذار بر فروری | تو ازین چه سود داری کہ منی کنی مدارا

عذار و جہ اللہ معنی آنست کہ اسے محبوب من دل عاشقان و عاشقان در معرض قتل می آری و تنگ عذار و جہ اللہ اعیان میکنی و چون معشوق قادر است کہ بے فنا بر عاشق جلوہ گری کند چنانچہ در بہشت عاشق تشنه زلال وصال یا بدستفہام می نماید کہ ترا چه حاصلست از آنکہ من بشیوہ فتی پیش می آئی و ہر گاہ کہ تجلی کنی مرا فنا نمائی چرا اینچہ مقتضای عشق است وصال بے فنا ترا در مدارا و رحمت عطا می فرمائی مرتب آرنی انظر الیک قال لو ترائے ولكن انظر الے انجیل فان استقر مکانہ فسوف ترائی فلما تجلے مرثیہ لاجل جعلہ کا و حقو مؤسے صبحقا و لیلے است بران کہ نمیکند مدارا و در حقے نسخہ دل عاقلے دیدہ شد مبلود از دل عالم خلاصہ افراد عالم بود کہ عارفست و حق تواند بود کہ عالم بکسر لام بمعنی دانا و عارف بود چون در حالت تجلی و استتار ہر دم ہمین انتظارے باشد کہ بواردی مژدہ تجلی رسد و بسخنہ از سخنان دوست کہ اورا بسبب حصول صفای دل و حیضی سے باشد گوید قولہ

ہمہ شب بنام میدم کہ نسیم صبحگاهی | بر پیام آشنائی بنواز و آشنارا

ست قدر و اسرار بیست از شعور اسوی اشعار

نسیم صبحگاهی در دستان اول مراد معشوق و ثانی معشوق عاشق معنی آفت که همیشه
مرادین امید گذشت که احوال واردی از واد است بمن در رسد و پیغام از آنجا بیاید
رساند نمیدانم که باین دولت مغز خواهم گشت چون شیطان مانع و راهزن این راه است گوید

قوله **مژه سیاهت ارگرد سوی خون اشارت** | **ز فریب و بندیش غلطی مکن نگارا**

مژه سیاه مراد از تعیینی که عارض است بر اسم المفضل چون ابلیس معنی آفت که جوانمرد مرتبه افضال
اگر چه بقول خود **لا غویبنا منّا** اجتماع اشارت بکشتگی و مجوری کرده و پس از فریب او که در حق من کرده
ببندیش و مراقب احوال ما باش تا چنان نباشد که به تیغ فرقت مجوری کشته گردم و غلطی مکن نگارا
و لقاے ابدی که استم فرماورست کن در حق ما زیرا که **من فیض الله فلا هکادی** که یا در غلط بند از بند
خاص خود را بمقتضای **عیادی لیس لک علی عهد سلطان** و عینک که مراد از چشم ذات خواسته
و مراد عشق و اشتیاق پس از مژه سختیها و در نجهای عشق مراد باشد چنانچه مژه حاجب چشم است سختیها نیز
سبزه عشقت معنی آفت که این سختیهای عشق تو اگر چه سبزه راه من شده اند و مراد معروض است
افکنده اند پس از فریب اینها که در حق من کرده اند و سبزه راه من شده اند ببندیش و در حق غلطی
مکن ای ما را فراموش ساز و توبه در باره ما کن که ازین رنجبارمانی یا بم چون کشمکش عشق موجب
پریشانی و هلاک عاشقانست بنا بران گوید قوله

دل مستمند ما را بشکج زلف بر دی | **مشکن دل ضعیفم نبواز این گذارا**

شکج و تاب زلف مراد جذب است زلف نام جذب ذات حق است + دل که قیدش گشت جان
مطلق است به معنی آفت که اس محبوب من این دل در و مندا قظار ابرج و تاب جذب عشق
بدان حقیتش آفت که این دل ضعیف ما مشکن اس گرفتار کشمکش ما روحی بحال این غریب تا و بمبر او بر
و حقیقت زلف عبارت از اسرار جلالیه که تعینات اولیه اند و شکج زلف کنایت از تسلط و غلبه است
بر خلاف مقتضای طبع چون دل ربانی و استعجاب معشوق موجب خوختاری عاشقانست گوید قوله

ز فریب چشم جاد و دل در و مند خون شد | **نظر و فلک بجانش بخت دل را بخارا**

فریب اول دل ربانی نمودن و بعد استغنائودن و مراد از چشم ذات حق است چشم اینجا بمعنی تقدیر
کوچکان ببند وجود کائنات + و ضمیر شریف جانش راجع است بدلی در و مند معنی آفت که اس محبوب من

از من در بانی کردن و باز استغنائی نمودن تو یا از تجلی ضوری تو دل مستند یا خون شد پر لب بت لریا
از بر لب خدا نظر به حال آن دل مستند کن بر من برو تا چون دوا در در عشق غیر از لطف معشوق
نیست بنابر آن گوید قوله

چو طیب در و مندان لب لعل یار باشد | دل در و مندا عاشق ز که جوید این و ارا

در و مندان عاشقان مراد از لب لطف لب که شیرین جوی شد لطف خداست باغ
جان از آب و نشو و نماست بمعنی آنست که اے محبوب من چون طیبی در و مندان و
حکیم ریخ مشتاقان غیر از لطف معشوق نمیتواند شد پس دل در و مندا عاشق اگر از تو طلب
این دوا نکند از که کند و باز همین مطلب را بعبارة دیگر گوید قوله

دل در و مندا مارا که ز جگر است پر خون | چه شود اگر زمانه بختی وصال یارا

معنی آنست که اے محبوب من دل در و مندا مارا که بسبب جگر تو پر خون شده اگر زمانه بوصول خود
رسانی چه شود اے صبح زیاده مرتزانه دارد و چون بسبب عشق بیقراری بسیار روی داد و
خود را در اینجا با رخی بنیند گوید قوله

خبره ز حال حافظ بر یار باز گوئید | برسد مگر ز نفس اثره مشام مارا

زلف مراد جذبیه ذاتیه که بے آن بکار سالک پیش نمیرود و زلف نام جذبیه ذات حق است
دل که قیدش گشت جان مطلق است بمعنی آنست که ازین حال پریشان حافظ خبره یار یار
شاید که بر حال مار حم آورد و اثره یعنی بوی از جذبیه ذاتیه علییه او بفر ما رسد و مارا بمراد خود رساند
که آنچه جذبیه من جذبیه بابت الحق حق ازین عمل الثقلین غزل

بے عنایت شاد مباد اول غم پرور ما | غم خور ایدل که بجز غم نبود در خور ما

غم مراد عشق که سر سر رود و اندوه و بلا آنست که **الغَمُّ** الحزنه و البلاء به عالم هر کجا
رود و بلا بود به هم برود و عشقش نام کردند و نیز بمعنی بیایات و شدائد و رنجها و خو خواری و
درین بیت در مصرع اول بمعنی اول و در مصرع ثانی بمعنی ثانی بمعنی آنست که این دل ماکه خورده شده
بغم عشق تست پس میخواهم که مباد و آنکه بجز غم غیر از عشق تو شاد شود و ملتفت بدان گردد
چون کار عاشق مدام خون خور نیست پس میگوید که اے دل چون نصیب عاشقان همین خون خور نیست

این بیت از غم خور ایدل که بجز غم نبود در خور ما

گاہ در وصل گاہ در فراق پس با غم بساز و با درد و الم پرواز کہ سوا سے غم خوردن کار یافت و بعضی
نسخہ بجائے این بیت بیٹے دیگر یافته شدہ سے ما برستیم و تو دانی و دل غم خور ما + بخت بد
تا کجا میرسد آتش خور ما + قولہ

میکنم شادی از آن روز کہ گفتی بر قیام | کین گدا کیست کہ ہرگز زود از در ما

این بیت در اکثر نسخہ دیدہ نشدہ و نیز معنی ظاہر است و چون کار عاشق مدام بگریہ و زاری و ہمیشہ
در انتظار پیغام می باشد بنا بران گوید۔ قولہ

از نثار مژدہ چون زلف شود در گیرم | قاصدے کو کہ سلامت برساند بر ما

نثار یعنی آب و غیرہ معنی آنست کہ اسے محبوب من قاصدے کو کہ از جناب عالمیان تا پ تو
مژدہ سلام بہارساند تا من ازین نثار مژدہ کہ اشکبار است چون زلف تو کہ مملو بدر با است قاصد
را در گیرم و این در اشکبار خود را نثار او گردانم احوال خود با و نمایم چون مطلب عاشق ہمین است کہ نبوی
از خاطر معشوق فراموش نشود بنا بران گوید قولہ

بعد آمدہ ام ہم بدعا باز شوم | کہ وفا با تو قرین یاد خدا یا در ما

و دعا خواندن و قایم آوردن عمد و دوستی قرین پیوستہ و ہمیشہ معنی آنست کہ ہمین دعا
کنان آمدہ ام و ہمین دعا کنان میروم یعنی مدام ہمین مشغولم کہ وفا قرین حال تو باد تا ما را فراموش
نسازی و خدا درین جدائی یا در ما باد کہ سلامت باز روی ترا بینم۔ چون ارادہ عاشق بیچ نوع آن
می باشد کہ از جناب معشوق دور افتد بنا بران گوید قولہ

فلک وارہ ہر سو کندم میدانی | رشکے آیدش از صحبت جان پرور ما

آوارہ پریشان رشک غیرت جان پرور فرج بخش دل و راحت دہ جان و آن صحبت معشوقست
معنی آنست کہ اسے محبوب من ارادہ من نیست کہ بیچ وجہ من الوجوہ از آستانہ تو دور نہانم
لیکن این گردش دور و وار مرا از جناب و می اندازد چہرا کہ مرا و ازین صحبت
جان پرور کہ بخدمت تو دارم رشکے آید و از غایت حسد و کسرا در یکجا دیدن نئے تواند
چون یکجا دیدن عاشق و معشوق موجب شک حاسدان سے شود بنا بران گوید قولہ

اگر ہمہ خلاق جہان برین تو رشک برند | بچشد از ہمہ انصاف ستم و اور ما

خلق آفریدن مراد آفریده شده انصاف یعنی نصف کردن است برابر داشتن مدعی مدعا علی
 تایی بر دیگری ستم نکند و برحق او بزور متصرف نشود ستم ظلم و حق دیگری را بزور قابض شدن
 و او را از حق او محروم ساختن و او را صاحب و حاکم مراد حق تعالی معنی آنست که اے محبوب من
 اگر همه خلق جهان بر صحبت ما و تو رشک می برند و میخواهند که مرا از خدمت فیض موهبت تو دور سازند
 میخواهم که و او را از همگی ایشان انصاف این ستم که در حق ما میکنند بکش یعنی ایشان را نیز مبتلا
 بجان گردانند تا داغ هجران معلوم نمایند چون آثار درد و اندوه از جبین عاشق ظاهرست بنا بر این

قوله در دمندم خبر میدهد از سوز درون | دهن خشک لب تشنه و چشم تر ما
 معنی آنست که اے محبوب من چه حاجتست که اظهار درد مندی بنویسم چون خشکی دهن و تشنگی لب
 و تری چشم اینها اظهار سوز مای کند بجز هر چند خواستم که راز پرده نشین خلوتخانه دل خیرین اینها
 خفا بر نیاید مگر اجزای بدن بے بقا که جوایس آتشی اند در محک عدالت یوم یبک الشرا بربلا آورند
 و بقولے و تکلیفنا آید لیهم و تشنه ارجلهم دیمًا کانا و یکسبون در دمندم خبر میدهد از سوز درون
 چون محبت معشوق از دل عاشق هیچ نوع رفتنی نه چو که از لبت بنا بران گوید قوله

لبست گرمه آفاق بهم جمع شو | نتوان بر دهنوا سے تو برون از سر ما
 یا قسمیه هوا محبت معنی آنست که قسم ببری تو که اگر همه عالم با هم جمع شود و خواهند که محبت تو از سر دور
 سازند هرگز نتوانند زیرا که محبت شے است که افزایش و کاهش و نهایی و بدایتی طلوع و غروب و تعلق
 و تحول ندارد که العشق کایزید و کاینقص چون تعلق خاطر عشق همه وقت همین باشد که ازین جناب
 دور نشوم بنا بران گوید قوله

زود باشد که رساند سلامت بازم | اے خوش آنروز که آئی سلامت بر ما
 معنی آنست که اے محبوب من اگر چه بقا صانع وقت از خدمت تو جدا می شوم لیکن امید دارم
 که خدا زود سلامت بخدمت تو رساند و چون چندین اظهار عجز و شوق کرد بچوایب معشوق سرفراز شد
 که اے خوش آنروز که باز سلامت بر ما آئی - قوله

پیر که گوید بچوایب رفت خدا را حافظ | گو بزاری سفری که ز برفت از پیر ما
 معنی آنست که اے محبوب من اگر بعد ازین که از میان من بخدمت تو آید و پیرسد که از بوسه خدا

بچه
 تا اول سوره عزت تا آخر آیه